از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:19 جنوری،1960

شیوجی ناتھو بھائی

بنام

دی یونین آف انڈیا و دیگراں

بی پی سنہا، چیف جسٹس، پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور جے سی شاہ، جسٹس صاحبان۔

کان کنی کا پٹہ-ریاستی حکومت کی طرف سے گرانٹ-مرکزی حکومت کی طرف سے جائزے میں منسوخی-اس طرح کی منسوخی اگر کوئی نیم عدالتی عمل ہو-منرل کنسیشن قوائد،1949۔ قوائد 54,52۔منرل کنسیشن قوائد 1949 کا قاعدہ 54 درج ذیل فراہم کرتا ہے:

"جائزہ۔اس طرح کی درخواست موصول ہونے پر، مرکزی حکومت، اگر وہ مناسب سمجھے تو، صوبائی حکومت سے متعلقہ ریکارڈ اور دیگر معلومات طلب کر سکتی ہے، اور صوبائی حکومت کی طرف سے پیش کی جانے والی کسی بھی وضاحت پر غور کرنے کے بعد، صوبائی حکومت کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے یا اس پر اس انداز میں نظر ثانی کر سکتی ہے جسے مرکزی حکومت منصفانہ اور مناسب سمجھے۔

اپیل کنندہ کو پانچ علاقوں کے سلسلے میں کان کنی کے پٹے دیے گئے اور قبضہ اس کے حوالے کر دیا گیا۔ قواعد کے قاعدہ 52 کے تحت مدعاعلیہان میں سے ایک کی طرف سے جائزے کے لیے کی گئی درخواست پر، مرکزی حکومت نے اپیل گزار کو سماعت کا موقع دیے بغیر، دو علاقوں کے حوالے سے پٹے منسوخ کر دیے اور ریاستی حکومت کو ہدایت کی کہ وہ مذکورہ مدعاعلیہان کو اس کے سلسلے میں پٹہ دے۔ اپیل کنندہ نے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

عدالت عالیہ میں درخواست دی۔ درخواست کی سماعت کرنے والے واحد جج کے ساتھ ساتھ اپیل پر ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ منسوخی کا حکم ایک انتظامی حکم تھا اور اپیل کنندہ سماعت کا حقدار نہیں تھا۔ اس عدالت میں اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ قواعد کے قواعد 52-55 سے پتہ چلتا ہے کہ مرکزی حکومت کے سامنے کارروائی ایک نیم عدالتی کارروائی تھی اور اس کے نتیجے میں، قدرتی انصاف کے قواعد کا اطلاق ہونا چاہیے۔

قرار پایا گیا کہ، دلیل غالب آنی چاہیے اور منسوخی کا حکم کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

منرل کنسیشن قوائد، 1949 کے قاعدہ 54 کے تحت اپنے جائزے کے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، مرکزی حکومت نے عدالتی طور پر کام کیا نہ کہ انتظامی طور پر۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ کان کنی کا پٹہ دینے میں ریاستی حکومت کا عمل ایک انتظامی عمل تھا، یہ کہنا درست نہیں تھا کہ اس کے تحت پٹہ دار کو کسی بھی قسم کا کوئی حق منتقل نہیں کیا گیا جب تک کہ مرکزی حکومت کے ذریعے جائزے کا فیصلہ نہیں کیا گیا جہاں جائزے کے لیے درخواست دی گئی تھی۔ قاعدہ 52، اس لیے، متاثرہ فریق کو نظر ثانی کا حق دے کر اس کے اور کرایہ دار کے درمیان تعطل پیدا ہو گیا اور اس کے نتیجے میں، قاعدہ 54 یا خود قانون میں اس کے برعکس کچھ نہ ہونے کی صورت میں، اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ مرکزی حکومت قاعدہ 54 کے تحت نیم عدالتی طور پر کام کر رہی تھی۔

صوبہ بمبئی بنام کشال داس ایس اڈوانی۔ [1950] ایس۔ سی۔ آر 621 نے درخواست دی۔

آر بنام الیکٹر یسٹی کمشنر۔ (1924) 1. کے۔ بی۔ 171، حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 428، سال 5919۔

لیٹرز پیٹنٹ اپیل نمبر 47-ڈی، سال 1955 میں دہلی میں پنجاب عدالت عالیہ (سرکٹ بنچ) کے 25 فروری 1959 کے فیصلے اور حکم سے اپیل، جو کہ 28 نومبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوا ہے۔

این سی چٹرجی، جے بی دادا چنجی، ایس این اینڈلی۔ اپیل کنندہ کی طرف سے رامیشور ناتھ اور پی ایل ووہرا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سی۔کے۔دفتری۔بھارت کے سالیسیٹر جنرل، آر۔گپاپتی آئر، آر۔ایچ۔دھبر اور ٹی۔ایم۔ سین، جواب دہندگان کے لیے نمبر 1 اور 2.

جواب دہندہ نمبر 3 کے لیے جی ایس پاٹھک، ایس ایس شکلا اور مسز ای ادیرتنم۔

19.1960 جنوری۔

عدالت کا فیصلہ وانچو جسٹس نے سنایا۔

وانچو جسٹس -پنجاب عدالت عالیہ کی طرف سے دیئے گئے سرٹیفکیٹ پر یہ اپیل یہ سوال اٹھاتی ہے کہ کیا مرکزی حکومت کا منرل کنسیشن قوائد، 1949 کے قاعدہ 54 کے تحت (جسے اس کے بعد قوائد کہا جاتا ہے) مائنز اینڈ منرلز (ریگولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ) ایکٹ نمبر 53، سال 4119، (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کے دفعہ 6 کے تحت بنایا گیا حکم نیم عدالتی یا انتظامی ہے۔اس مقصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں۔اپیل کنندہ کو ریاست گنگ پور کے اس وقت کے حکمران نے 30 دسمبر 1947 کو کان کنی کا پٹہ دیا تھا، اس ریاست کے یکم جنوری 1948 کو ریاست اڑیسہ میں ضم ہونے سے کچھ عرصہ قبل۔یہ پٹہ 29 جون 1949 کو منسوخ کر دی گئی۔اس کے بعد اپیل کنندہ کو متوقع لائسنسوں اور کان کنی کے پٹوں کے حوالے سے منظوری کے سرٹیفکیٹ دیے گئے۔بالآخر، اپیل کنندہ نے 19 دسمبر 1949 کو سندر گڑھ (اڑیسہ) ضلع کے پانچ علاقوں کے سلسلے میں مینگنیز کے لیے کان کنی کے پٹے کے لیے درخواست دی۔4 جولائی 1950 کو ان سے کہا گیا کہ وہ ہر علاقے کے لیے علیحدہ درخواست جمع کرائیں جو انہوں نے 27 جولائی 1950 کو کی تھی۔ان درخواستوں میں کچھ نقائص کی نشاندہی کی گئی تھی اور اس لیے اپیل کنندہ نے نقائص کو دور کرنے کے بعد 6 ستمبر 1950 کو تازہ درخواستیں جمع کروائیں۔اس دوران، تیسرے مدعاعلیہ نے 10 جولائی 1950 کو اسی علاقے کے لیے مینگنیز کے لیے کان کنی کے پٹے کے لیے بھی درخواستیں دیں۔یہ درخواستیں قواعد کے قاعدہ 29 کے تحت درکار جمع شدہ رقم کے بغیر دی گئی تھیں۔نتیجتاً، تیسرے مدعاعلیہ سے 24 جولائی 1950 کو 500 روپے جمع کرنے کو کہا گیا، جو اس نے 3 اگست 1950 کو کیا۔اس کے بعد یہ پایا گیا کہ تیسرے مدعاعلیہ کی درخواستیں ناقص تھیں۔اس لیے 5 ستمبر 1950 کو کہا گیا کہ وہ ہر بلاک کے لیے مقررہ فارم میں علیحدہ درخواست بھیجے اور اس کے بعد اس نے 6 ستمبر 1950 کو تازہ درخواستیں جمع کروائیں۔بالآخر 22 دسمبر 1952 کو ریاست اڑیسہ نے ضابطوں کے قاعدہ 32 کو مدنظر رکھتے ہوئے اپیل گزار کو پانچ علاقوں کے کان کنی کے پٹے دے دیے، جس میں ترجیح کا تعین کیا گیا تھا۔یہ قرار پایا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

گیا کہ اپیل کنندہ کی درخواستیں پہلے کی تھیں اور اس لیے اسے پٹے دیے گئے تھے۔ اس کے بعد 21 اپریل 1953 کو پٹہ پر دیے گئے علاقوں کا قبضہ اپیل کنندہ کے حوالے کر دیا گیا۔ تاہم، ایسا لگتا ہے کہ تیسرے مدعاعلیہ نے قواعد کے اصول 52 کے تحت مرکزی حکومت کو جائزے کے لیے درخواست دی تھی۔ اس جائزے کی درخواست کو مرکزی حکومت نے 28 جنوری 1954 کو منظور کیا تھا، اور حکومت اڑیسہ کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ پانچ میں سے دو علاقوں کے پٹہ سے تیسرے مدعاعلیہ کو کان کنی کا پٹہ دے۔

اپیل کنندہ کی شکایت یہ ہے کہ اسے فروری 1954 میں معلوم ہوا کہ تیسرے مدعاعلیہ نے ضابطہ 52 کے تحت مرکزی حکومت کو جائزے کے لیے درخواست دی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے مرکزی حکومت کو ایک خط لکھ کر دعا کی کہ نظر ثانی کی درخواست پر کوئی حکم جاری کرنے سے پہلے ان کی سماعت کی جائے۔ تاہم، انہیں 5 جولائی 1955 کو حکومت اڑیسہ کی طرف سے مرکزی حکومت کی طرف سے 28 جنوری 1954 کو منظور کردہ حکم نامے سے آگاہ کیا گیا، جس کے ذریعے ریاست اڑیسہ کی طرف سے انہیں دو علاقوں کے پٹہ سے یا گیا پٹہ منسوخ کر دیا گیا۔ نتیجتاً، انہوں نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت پنجاب عدالت عالیہ میں ایک درخواست دائر کی جس میں 28 جنوری 1954 کے حکم کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کی درخواست کی گئی کہ یہ ایک نیم عدالتی حکم تھا اور قدرتی انصاف کے اصولوں پر عمل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ مرکزی حکومت کی طرف سے نظر ثانی کی درخواست کی پٹہ دینے سے پہلے انہیں سماعت نہیں دی گئی تھی، اس طرح ریاست اڑیسہ کی طرف سے دیئے گئے پٹے پر ان کے حقوق متاثر ہوئے۔ رٹ پٹیشن کی سماعت عدالت عالیہ کے ایک معروف واحد جج نے کی تھی اور یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ یہ حکم نیم عدالتی حکم نہیں تھا بلکہ محض ایک انتظامی حکم تھا اور یہ کہ کوئی لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے اپیل گزار سماعت کا حقدار نہیں تھا۔ نتیجے میں رٹ پٹیشن ناکام ہو گئی۔ اپیل کنندہ لیٹرز پیٹنٹ اپیل میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے پاس گیا، جس نے فاضل سنگل جج کے حکم کو برقرار رکھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت دینے کے لیے ایک سرٹیفکیٹ کے لیے درخواست دی جسے منظور کر لیا گیا؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہوئے شری این سی چٹرجی کا دعوی ہے کہ مرکزی حکومت نیم عدالتی صلاحیت میں کام کر رہی تھی جب اس نے قواعد کے قاعدہ 54 کے تحت حکم منظور کیا اور اس لیے یہ اس پر واجب تھا کہ وہ نظر ثانی کی درخواست کا فیصلہ کرنے سے پہلے اپیل کنندہ کو سنے، اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا اس لیے اس نے فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کی جو ایسے معاملے میں لاگو ہوتے ہیں اور حکم کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔اس کی حمایت میں، فاضل وکیل ناگیندر ناتھ بورا و دیگر بنام دی کمشنر آف ہلز ڈویژن اینڈ اپیلز، آسام و دیگراں ([1]) پر انحصار کرتا ہے، اور پیش کرتا ہے کہ قواعد کے 52 سے 55 کے قواعد جو اس مقصد کے لیے متعلقہ ہیں واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت کے سامنے کارروائی ان قواعد سے ظاہر ہونے والے درج ذیل حالات کے پیش نظر ایک نیم عدالتی کارروائی ہے:(1) قاعدہ 52 ریاستی حکومت کے حکم سے متاثر کسی بھی شخص کو کان کنی کے پٹے سے انکار کی صورت میں جائزے کے لیے درخواست دینے کا قانونی حق دیتا ہے۔(2) یہ حد کی مدت بھی مقرر کرتا ہے، یعنی دو ماہ؛(3) قاعدہ 53 قاعدہ 52 کے تحت درخواست کے لیے فیس تجویز کرتا ہے۔ان حالات کو اس صورت حال کے ساتھ لیا گیا ہے کہ جیسے ہی کسی حکم سے متاثرہ شخص کو کسی دوسرے شخص کے خلاف جائزے میں جانے کا حق دیا جاتا ہے جس کے حق میں ریاستی حکومت نے حکم منظور کیا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ مرکزی حکومت کے سامنے کارروائی جائزے کے مرحلے پر کسی بھی شرح پر نیم عدالتی ہے جس پر قدرتی انصاف کے قوانین لاگو ہوتے ہیں۔

دوسری طرف تیسرے مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہوئے مسٹر جی ایس پاٹھک کا کہنا ہے کہ عدالت عالیہ کا نظریہ درست ہے اور 28 جنوری 1954 کا حکم محض ایک انتظامی حکم ہے اور اس لیے مرکزی حکومت کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ اس حکم کو منظور کرنے سے پہلے کسی فریق کو سنے۔وہ بتاتے ہیں کہ کان کنی کے لیے جو معدنیات قواعد کے تحت پٹہ پر دی گئی ہیں، وہ ریاست کا پٹہ ہیں۔اس طرح کی معدنیات کی کان کنی کے پٹے کے لیے درخواست دینے والے کسی بھی شخص کو پٹہ منظوری کا کوئی حق نہیں ہے۔ان کے مطابق، یہ حق ریاستی حکومت کی طرف پٹہ کی منظوری کے بعد ہی پیدا ہو گا اور مرکزی حکومت کی طرف سے جائزے کی درخواست، اگر کوئی ہو، کا فیصلہ کیا جائے گا۔وہ پیش کرتا ہے کہ قاعدہ 32 کے تحت بھی، جو ترجیح سے متعلق ہے، ریاستی حکومت پہلے درخواست دینے والے شخص کو پٹہ کا پابند نہیں ہے اور وہ کسی خاص وجہ سے اور مرکزی حکومت کی پیشگی منظوری سے اسے کسی ایسے شخص کو دے سکتی ہے جو بعد میں درخواست دے۔ان دلیل مزید یہ ہے کہ ابتدائی مرحلے میں جب ریاستی حکومت کی طرف سے گرانٹ دی جاتی ہے تو پٹہ کا حکم محض ایک انتظامی حکم ہوتا ہے-جیسا کہ ان حالات میں ہونا چاہیے (وہ زور دے کر کہتے ہیں)، مرکزی حکومت کی طرف سے جائزے پر منظور کردہ حکم کو بھی اسی نوعیت کا حصہ لینا چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ان حریف تنازعات کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے 52 سے 55 کے اصولوں کا حوالہ دینا مفید ہے جو اس معاملے میں غور کے لیے آتے ہیں۔ یہ وہ اصول ہیں جو 1953 تک موجود تھے۔ تب سے ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس میں ترامیم کی گئی ہیں اور یہاں تک کہ اس ایکٹ کی جگہ مائنز اینڈ منرلز (ریگولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ) ایکٹ، 1957 نے لے لی ہے۔ تاہم، ہمیں جنوری 1954 کے بعد ترمیم شدہ قواعد یا ایکٹ، سال 1957 سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قاعدہ 52 دیگر باتوں کے ساتھ فراہم کرتا ہے کہ کوئی بھی شخص جو ریاستی حکومت کے کان کنی کا پٹہ سے انکار کرنے کے حکم سے ناراض ہے، اس طرح کے حکم کی تاریخ سے دو ماہ کے اندر مرکزی حکومت کو اس کا جائزہ لینے کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ قاعدہ 53 فیس کا تعین کرتا ہے۔ قاعدہ 54 کا خلاصہ میں حوالہ دیا جا سکتا ہے، یعنی۔

"اس طرح کی درخواست موصول ہونے پر، مرکزی حکومت، اگر وہ مناسب سمجھے تو، ریاستی حکومت سے متعلقہ ریکارڈ اور دیگر معلومات طلب کر سکتی ہے اور ریاستی حکومت کی طرف سے پیش کی جانے والی کسی بھی وضاحت پر غور کرنے کے بعد، ریاستی حکومت کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے یا اس پر اس طرح سے نظر ثانی کر سکتی ہے جو مرکزی حکومت کو مناسب اور مناسب لگے۔"

قاعدہ 55 پھر کہتا ہے کہ قاعدہ 54 کے تحت مرکزی حکومت کا حکم، اور صرف اس طرح کے حکم کے تابع، ان قواعد کے تحت ریاستی حکومت کا کوئی بھی حکم حتمی ہو گا۔

اس عدالت کو دو قسم کی کارروائیوں کی نوعیت پر غور کرنے کا موقع ملا، یعنی عدالتی جس میں نیم عدالتی اور انتظامی شامل ہیں، کئی بار۔ صوبہ بمبئی بنام کشال داس ایس اڈوانی ([1]) میں، اس نے آر بنام الیکٹریسٹی کمشنز ([2]) میں آٹکن ایل جے کی طرف سے دی گئی نیم عدالتی ادارے کی مشہور تعریف کو اپنایا، جو مندرجہ ذیل ہے:-

"جب بھی مضامین کے حقوق کو متاثر کرنے والے سوالات کا تعین کرنے کا قانونی اختیار رکھنے والے افراد کا کوئی ادارہ، اور عدالتی طور پر کام کرنے کا فرض رکھتے ہوئے اپنے قانونی اختیار سے تجاوز کرتے ہوئے کام کرتا ہے تو وہ ان حکم امتناعی میں استعمال ہونے والے کنگز بینچ ڈویژن کے اختیاری دائرہ اختیار کے تابع ہوتے ہیں۔"

یہ تعریف تین تقاضوں پر زور دیتی ہے جن میں سے ہر ایک کو پورا کرنا ضروری ہے تاکہ جسم کا عمل ایک نیم عدالتی عمل ہو، یعنی یہ کہ افراد کے جسم کو (1) قانونی اختیار ہونا چاہیے، (2) مضامین کے حقوق کو متاثر کرنے والے سوالات کا تعین کرنا، اور (3) عدالتی طور پر کام کرنے کا فرض ہونا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

چاہیے۔ مختلف مقدمات کا تجزیہ کرنے کے بعد، جسٹس داس (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے صفحہ 725 پر کشال داس ایس اڈوانی کے مقدمے ([1]) میں درج ذیل اصولوں کو پیش کیا جو اس سے قابل فہم ہیں:—

"(i) اگر کوئی قانون کسی اتھارٹی کو، جو کہ عام معنوں میں عدالت نہیں ہے، اختیار دیتا ہے کہ وہ اس قانون کے تحت کسی فریق کے دعوے سے پیدا ہونے والے تنازعات کا فیصلہ کرے جس کے دعوے کی کسی دوسرے فریق نے مخالفت کی ہے اور مقابلہ کرنے والے فریقوں کے متعلقہ حقوق کا تعین کرے جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں، تو ایک پہلی نظر میں اور اس کے برعکس قانون میں کسی چیز کی عدم موجودگی میں عدالتی طور پر کام کرنا اتھارٹی کا فرض ہے اور اتھارٹی کا فیصلہ ایک نیم عدالتی عمل ہے۔ اور

(ii) اگر کسی قانونی اتھارٹی کے پاس کوئی ایسا عمل کرنے کا اختیار ہے جو موضوع کو متعصبانہ طور پر متاثر کرے، تو اگرچہ اتھارٹی کے علاوہ دو فریق نہیں ہیں اور مقابلہ ایکٹ کرنے کی تجویز کرنے والے اتھارٹی اور اس کی مخالفت کرنے والے موضوع کے درمیان ہے، اتھارٹی کا حتمی تعین ابھی تک ایک نیم عدالتی عمل ہوگا بشرطیکہ قانون کے ذریعہ اتھارٹی کو عدالتی طور پر کام کرنے کی ضرورت ہو۔

یہ ان اصولوں پر ہے جو اب اچھی طرح سے طے شدہ ہیں کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا مرکزی حکومت قاعدہ 54 کے تحت کام کرتے ہوئے نیم عدالتی صلاحیت میں کام کر رہی ہے یا نہیں۔ موجودہ مقاصد کے لیے یہ فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے کہ ریاستی حکومت جب پٹہ ہے تو کیا وہ محض انتظامی طور پر کام کر رہی ہے۔ ہم فرض کریں گے کہ قواعد کے تحت پٹہ کا ریاستی حکومت کا حکم ایک انتظامی حکم ہے۔ تاہم، ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ریاستی حکومت کے اس سے پہلے درخواست دہندگان میں سے ایک کو پٹہ و دیگر اں کو پٹہ سے انکار کرنے کے بعد صورتحال کیا ہے۔

مسٹر پاٹھک کا مؤقف ہے کہ ایسی صورت حال میں بھی اس شخص کے حق میں کوئی حق نہیں ہے جسے ریاستی حکومت نے پٹہ دیا ہے جب تک کہ مرکزی حکومت جائزے کی درخواست پر حکم جاری نہ کر دے۔ قاعدہ 55، تاہم، واضح کرتا ہے کہ ریاستی حکومت کا حکم قاعدہ 54 کے تحت مرکزی حکومت کے کسی بھی حکم کے تابع حتمی ہے۔ اب جب ریاستی حکومت کی طرف پٹہ دی جاتی ہے، تو یہ بہت ممکن ہے کہ ان لوگوں کی طرف سے جائزے کے لیے کوئی درخواست نہ ہو جن کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

درخواستوں کو خارج کر دیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں ریاستی حکومت کا حکم حتمی ہو گا۔ اس لیے ہماری رائے میں یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ کسی ایسے شخص کے حق میں کسی قسم کا کوئی حق پیدا نہیں کیا گیا ہے جسے ریاستی حکومت کی طرف پٹہ دی گئی ہو۔ معاملہ مختلف ہو گا اگر ریاستی حکومت کا حکم مرکزی حکومت کی طرف سے تصدیق ہونے تک موثر نہ ہو؛ کیونکہ اس صورت میں مرکزی حکومت کی طرف سے تصدیق موصول ہونے تک کوئی حق پیدا نہیں ہو گا۔ لیکن قاعدہ 54 مرکزی حکومت کی طرف سے تصدیق فراہم نہیں کرتا ہے۔ یہ مرکزی حکومت کو صرف اس صورت میں کارروائی کرنے کا اختیار دیتا ہے جب قاعدہ 54 کے تحت اس کے سامنے جائزے کے لیے درخواست ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے مسٹر پاٹھک کی اس دلیل کو قبول نہیں کیا ہے کہ اصل میں ریاستی حکومت کا حکم اس کی تصدیق کے بعد ہی موثر ہوتا ہے؛ قاعدہ 54 اس کی حمایت نہیں کرتا ہے۔ ہمیں قواعد یا ایکٹ میں کوئی ایسی شق نہیں ملی ہے جو مرکزی حکومت کو ریاستی حکومت کے پٹے دینے کے حکم پر از خود خود جائزہ لینے کا کوئی پٹہ دیتی ہو۔ یہ کہ پٹہ کے حکم کی منظوری پر کسی قسم کا حق پیدا کیا جاتا ہے، اس معاملے کے حقائق سے بھی واضح ہے۔ پٹہ کا حکم دسمبر 1952 میں دیا گیا تھا۔ اپریل 1953 میں اپیل کنندہ کو ان علاقوں کے قبضے میں ڈال دیا گیا جو اسے دیے گئے تھے اور حقیقت میں اس کے بعد ان پر کام کیا گیا۔ کسی بھی صورت میں، جب قانونی قاعدہ کسی بھی متاثرہ فریق کو مرکزی حکومت کو نظر ثانی کی درخواست دینے کا حق دیتا ہے تو یہ یقینی طور پر اس بات کی پیروی کرتا ہے کہ جس شخص کے حق میں حکم دیا گیا ہے اسے بھی اس اتھارٹی کے سامنے اپنے کیس کی نمائندگی کرنے کا حق حاصل ہے جس کے پاس نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے۔ یہ ان حالات میں واضح ہے کہ جیسے ہی قاعدہ 52 کسی متاثرہ فریق کو جائزے کے لیے درخواست دینے کا حق دیتا ہے، اس کے اور اس فریق کے درمیان ایک معاہدہ تشکیل دیا جاتا ہے جس کے حق میں گرانٹ دی گئی ہے۔ اس لیے جب تک کہ قانون میں اس کے برعکس کچھ نہ ہو یہ اتھارٹی کا فرض ہو گا کہ وہ عدالتی طور پر کام کرے اور اس کا فیصلہ ایک نیم عدالتی عمل ہو گا۔

اگلا سوال یہ ہے کہ کیا قواعد میں کوئی ایسی چیز ہے جو جائزہ لینے والے اتھارٹی کے ذریعہ عدالتی طور پر کام کرنے کے فرض کو خارج کرتی ہے۔ مسٹر پاٹھک زور دیتے ہیں کہ قاعدہ 54 مرکزی حکومت کو ایسا کام کرنے کا مکمل اختیار دیتا ہے جو وہ منصفانہ اور مناسب سمجھے اور یہ کہ وہ جائزے کے لیے درخواست کا فیصلہ کرنے سے پہلے ریاستی حکومت سے متعلقہ ریکارڈ اور دیگر معلومات طلب کرنے کا پابند بھی نہیں ہے۔ یہ بلاشبہ ویسا ہے۔ لیکن یہ کہ ہماری رائے میں یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قانونی قواعد عدالتی طور پر کام کرنے کے فرض کو منفی بناتے ہیں۔ قواعد میں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مرکزی حکومت کو منصفانہ اور مناسب طریقے سے کام کرنا چاہیے؛ اور یہ وہی ہے جو ایک اتھارٹی کو عدالتی طور پر کام کرنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ حقیقت کہ مرکزی حکومت دوبارہ ریکارڈ طلب کرنے کی بھی پابند نہیں ہے، اس پر عدالتی طور پر کام کرنے کے فرض کو خارج نہیں کرتی، کیونکہ عدالتوں کو بھی ریکارڈ طلب کیے بغیر اپیلوں کو خارج کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس طرح قاعدہ 54 اس کے برعکس کچھ نہیں بتاتا ہے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں پہلی نظر میں اس شخص کے درمیان جو پٹہ دیا گیا ہے اور وہ شخص جو انکار سے ناراض ہے اور اس لیے پہلی نظر میں یہ اتھارٹی کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے کا جائزہ لے اور عدالتی طور پر کام کرے اور قاعدہ 54 میں اس کے برعکس کچھ نہیں ہے۔ لہذا یہ ماننا ضروری ہے کہ قواعد اور ایکٹ پر، جیسا کہ وہ متعلقہ وقت پر تھے، مرکزی حکومت قاعدہ 54 کے تحت درخواست کا فیصلہ کرتے وقت نیم عدالتی صلاحیت میں کام کر رہی تھی۔ اس طرح یہ اس پر واجب تھا کہ کسی فیصلے پر آنے سے پہلے اپیل کنندہ کو، جو جائزے کی درخواست میں دوسرا فریق تھا جس کے حقوق متاثر ہو رہے تھے، اپنے مقدمے کی نمائندگی کرنے کا معقول موقع دیا جائے۔ چونکہ ایسا نہیں کیا گیا تھا، اپیل کنندہ ہمیں مرکزی حکومت کی طرف سے 28 جنوری 1954 کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے حکم مسل طلبی میں ایک رٹ جاری کرنے کا مطالبہ کرنے کا حقدار ہے۔

لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہوئے مرکزی حکومت کے 28 جنوری 1954 کو منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ تاہم، مرکزی حکومت اپیل گزار کو اپنے مقدمے کی نمائندگی کرنے کا معقول موقع دینے کے بعد نظر ثانی کی درخواست پر نئے سرے سے فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھے گی۔ اپیل کنندہ اپنے پورے اخراجات تیسرے مدعا علیہ سے حاصل کرے گا، جو اصل مقابلہ کرنے والا فریق ہے۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document